تقریر بابت قرآن کریم
وقت 5-7منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

قرآنِ عظیم میں اعداد کا استعمال

(دس کے ہندسے کا معلوماتی ذکر)

(تقریر نمبر8)

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے۔

وَالْفَجْرِ ۙ- وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ- وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ- وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ (الفجر:2-5)

قسم ہے فجر کی۔ اور دس راتوں کی۔ اور جُفت کی اور طاق کی۔ اور رات کی جب وہ چل پڑے۔

ہر چیز میں خدا کی ضیاء کا ظہور ہے
پر پھر بھی غافلوں سے وہ دلدار دُور ہے

(درثمین)

معزز سامعین! علمِ اعداد کے تحت لکھاہے کہ قرآن اور کائنات کے ہر حرف اور ہر عدد میں ایک خاص راز چھپا ہوا ہے۔ ہم آج کل قرآن کریم میں جو فگر زیعنی اعداد استعمال ہوئے ہیں۔اُن پر بات کررہے ہیں۔ آج کی تقریر اسی سلسلہ کی آٹھویں کڑی ہے۔ آج ہم عَشْرٌ یعنی دس کے ہندسے کو زیر بحث لارہے ہیں۔اس حوالے سے جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ ہندسہ کسی انسانی غلطی پر کفّارہ، دیّت یا فدیہ کی ایک حد یا معیار کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جس کا ذکر ہم چند دن قبل مشاہدات نمبر1289 میں تفصیل سے کر آئے ہیں۔ تاہم اختصار سے مَیں اس کا ذکر آج کی تقریر کے آخر پر کروں گا۔

قرآن کریم میں دس کے لیے عَشْرٌ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ دس کا فگر بھی کثرت اور بہتات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے دس گنا، دوچند، دس گز کی زبان یعنی بہت زبان دراز اور دس باتیں سنانا یعنی کثرت سے باتیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم سورۃ الانعام آیت 161 میں فرماتاہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو نیکی کرے تو اس کے لئے اس کا دس گنا اجر ہے اور جو بدی کرے تو اُسے اُس کے برابر ہی جزا دی جائے گی اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

اس کی وضاحت ہمیں اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کثرت سے ملتی ہے۔ جیسے فرمایا کہ اگر کسی کو سلامتی بھیجتے صرف السلام علیکم کہے تو10 گنا ثواب ملے گا۔ اگر ساتھ ورحمۃ اللہ بھی کہا تو20 گنا اور اگر پورا اسلام یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا تو30 گنا ثواب ملے گا۔اِسی طرح قرآن کریم کی تلاوت کی ترغیب دلاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک حرف پڑھنے سے 10 گنا ثواب ملے گا۔ اگر بسم اللہ کا بسم پڑھا تین حروف کے برابر ثواب ملے گا۔ درود شریف پڑھنے کا دس گنا ثواب کا ذکر ملتا ہے۔10 گنا ثواب کا ذکر احادیث میں کثرت سے ملتاہے۔ دس کے فگر کا استعمال بھی دینِ اسلام میں خاص اہمیت ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو اُنہیں نماز پڑھنے کی تاکید کرو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر سختی کرو اور اِس عمر پر یعنی دس سال ہونے پر بچوں کے بستر الگ کردو۔

(مسند احمد بن حنبل 6689-6756)

ایک دفعہ جب حضرت عائشہؓ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بارے پوچھا گیا تو آپؓ نے صحابہؓ سے پوچھا۔ کیا آپ نے سورۃ المؤمنون پڑھی ہے۔ صحابہؓ نے جب پہلی 10 آیات پڑھیں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ یہی آنحضورؐ کے اخلاق تھے۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 27) رمضان کے آخری بابرکت عشرہ کے لیے اَلْعَشْرُ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ الغرض دس کا ہندسہ برکتوں، رحمتوں اور فضلوں کو سمیٹنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نزدیک اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفجر آیت 2-4 میں بیان فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"سب سے زیادہ متبرّک ایام ولیالی عشرہ آواخر رمضان المبارک ہیں۔ صبح کو بیسویں کی اعتکاف میں داخل ہوتے ہیں اور یہی مسنون ہے۔ اگر چاند تیسویں کا ہو تو دس راتوں میں اعتکاف ختم ہو جاتا ہے۔ اور اگر چاند انتیس کا ہو تو دونوں کی تعداد جُفت اور راتیں وِتر ہو جاتی ہیں۔ بعد ختم عشرہ آخر رمضان المبارک کے شوّال کی پہلی رات لیلۃُ الجائزہ کہلاتی ہے کہ اس رات میں تمام ماہِ رمضانُ المبارک کا اجر و ثواب اللہ تبارک و تعالیٰ بندوں کو عطا فرماتے ہیں۔ پہلی شب شوال کی بہ اعتبار اس کے کہ سارے رمضان شریف کا ثواب اس میں مرحمت کیا جاتا ہے...ان دس راتوں کے نظّارے کو حشر کے نظّارے سے بھی تشبیہ دی (گئی ہے)۔"

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 382-383)

پھر آپؓ نے اِس سے حج کی دس (10) راتیں مراد لی ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 384)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے:

"اس سورۃ کے نزول کے بعد دس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں رہے جو تکلیف کے سال تھے اور رات کہلانے کے مستحق۔ اس کے بعد ہجرت ہوئی جس میں جُفت یعنی شَفْع کا نظّارہ بھی تھا اور وِتر کا بھی۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ ہجرت میں شامل تھے اور خدا تعالیٰ جو ایک ہے، آسمان سے اُن کے ساتھ تھا۔ جیسے فرمایا۔ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (سورۃ التوبۃ:40) اس میں شفع کی طرف اشارہ تھا اور پھر فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اس میں وتر کی طرف اشارہ فرمایا۔"

(تفسیر صغیر سورۃ فجر فٹ نوٹ نمبر 2 صفحہ 823)

جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اِس کی یہ تشریح کرتے ہیں:

"ان آیات میں صاحبِ عقل لوگوں کے لئے ایک دعویٰ پیش کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے بعد مکّی زندگی تیرہ سال تک ممتد رہی۔ آخری دس سال، جن میں مصائب کے اندھیرے بڑھتے چلے گئے اور جن کے بعد صبح کے پھوٹنے کی خوشخبری دی گئی تھی، یہ وہ زمانہ تھا جس میں کفّار مکّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلموں میں مسلسل بڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ پر ہجرت کی صبح پھوٹ پڑی۔ اسی مضمون کو بعض مفسرین نے یوں بھی بیان کیا ہے کہ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ یعنی جفت اور طاق سے پہلی تین صدیاں مراد ہیں۔ یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا دَور۔ اس کے بعد دس راتیں یعنی فَيْجٍ اَعْوَجَ کا ہزار سالہ دَور، اسلام پر بہت تاریکی کا آئے گا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق ایک غیر تشریعی اُمّتی نبی نے ظاہر ہونا تھا۔ یہ زمانہ چودھویں صدی ہجری کے آغاز تک پھیلا ہوا ہے جس میں مسیح موعود کا ظہور ہوا۔"

(فٹ نوٹ نمبر 1 سورۃ الفجر صفحہ 1167)

سامعین! سورۃ ہود آیت 14 میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو اِس جیسی 10 سورتیں بنا کر لانے کا چیلنج دیا ہے۔ یہ تو ایک بیّن بات ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار اور مشرک یہ اعتراض کرتے تھے کہ آپؐ نعوذ باللہ اپنی جناب سے قرآن کا کچھ حصّہ بنا کر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اِس کا جواب بصورت چیلنج اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر کیا۔ اور اس سورۃ ہود آیت 14 میں 10 سورتیں بنا کر لانے کا چیلنج کیا ہے۔ مگر وہ نہ لا سکے۔

مَیں ایک Vlog سُن رہا تھا۔ جس میں اسلام دشمنوں کی طرف سے مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعہ قرآن کریم کے مقابل کچھ لانے کو کہا گیا مگر وہ فیل ہو گیا اور معذرت کر دی۔ یوں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کے لئے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (الحجر:10) اور فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (البروج:23) کے الفاظ میں پیشگوئی 1500 سال کے بعد بھی سچ ثابت ہو رہی ہے۔

سامعین! قرآن کریم میں عَشْرًا کے لفظ کے حوالے سے گفتگو ہو رہی ہے۔ اِس کا ایک ذکر سورۃ طٰہٰ آیت 104 میں يَتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ وہ آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کریں گے کہ تم تو صرف دس (صدیاں اِس دنیا میں حاکم) رہے ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ اِس آیت کے فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
"یہ یورپیین قوموں کا ذکر ہے جن کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں... وہ اپنی ترقی کے بعد تنزّل کے زمانہ میں کہیں گے کہ ہم تو صرف دس (10) رہے ہیں یعنی دس صدیاں اور یورپیین قوموں کی ترقی کا زمانہ اتنا ہی بنتا ہے۔"
حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ:
"یہ پیشگوئی اُس وقت پوری ہوگی جب تمام اقوام میں بیداری پیدا ہو جائے گی اور مشرک لوگ خصوصیت کے ساتھ نیلی آنکھوں کے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے۔ مطلب یہ کہ اُس دن شرک زیادہ تر نیلی آنکھوں والی قوموں میں ہوگا یعنی یوروپیین اور امریکن لوگوں میں اور گو وہ پہلے اپنی طاقت کے گھمنڈ میں یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم ہمیشہ دنیا پر حکومت کریں گے لیکن اِس دن اُن میں یہ کانا پھوسی شروع ہو جائے گی کہ تمہاری عمر تو صرف دس (10) تھی یعنی دس صدیاں۔ مُراد یہ ہے کہ تمہاری ترقی کا زمانہ صرف ایک ہزار سال تھا۔ تم اِسی پر اِترا گئے اور خدا تعالیٰ کی توحید کو بھول گئے۔"

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 465)

اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ وہ سرگوشیاں کرتے ہیں۔ کانا پھوسی کرتے ہیں۔ اِس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اگلی ہی آیت میں بیان فرمایا کہ جو وہ باتیں کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں۔ اس کی وضاحت میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ اس میں بھی دس (10) کا ذکر ہے۔
"فرماتا ہے نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ہم اُن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں جس وقت اُن میں سے سب سے بڑا لیڈر یہ کہے گا کہ اگر حقیقت دیکھی جائے تو تم نے بہت تھوڑا عرصہ اِس دنیا میں بادشاہت کی ہے۔ لفظی طور پر تو اس آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ تم نے ایک بادشاہت کی ہے لیکن **یوم** کے معنے چونکہ عربی زبان میں وقت کے بھی ہوتے ہیں اور **یوم** کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک دن ہزار سال کا ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ. (سورۃ الحج: 48) خدا کا ایک دن ہزار سال کا ہوتا ہے اور اِس سے پہلے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم "دس" رہے ہو۔ اور دس سے مراد دس صدیاں بھی ہو سکتی ہیں جو ہزار سال کے برابر بنتی ہیں۔ اس لئے اِلَّا يَوْمًا کے بھی دو معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ تم "یوم" خداوندی رہے ہو۔ یعنی دس صدیاں اور یہ بھی کہ جب آخر میں سزا مل گئی تو عیش کا زمانہ بہت چھوٹا ہو گیا اور یہی کہنا ٹھیک ہے کہ تم نے بہت تھوڑی دیر دنیا میں ترقی حاصل کی اور آخر میں تم کو ہلاک کر دیا گیا۔"

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 466)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے یہاں عیسائی قوم مراد لی ہے۔ آپ اس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں:
"وہ قیامت کے دن اپنے عظیم الشان دنیوی غلبہ کو اتنی دیر اور دُور سے دیکھ رہے ہوں گے کہ آپس میں باتیں کریں گے کہ گویا ان کا غلبہ دس سے زیادہ نہیں رہا۔ مراد ہے دس صدیاں یعنی ہزار سال سے زیادہ۔ عیسائیت کے غلبہ کی تاریخ یہی بتاتی ہے کہ ان کو ہزار سالہ غلبہ نصیب ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی تین صدیوں کے بعد مغربی عیسائی قوموں کا قریباً ہزار سالہ غلبہ ہی رہا ہے اور اس کے بعد تنزل کے آثار شروع ہو گئے۔"

(سورۃ طٰہٰ آیت 104 فٹ نوٹ۔ صفحہ 535 نمبر 2)

پیارے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے عَشَرًا کا لفظ سورۃ القصص آیت 28 میں اُس جگہ استعمال فرمایا ہے جہاں مدین شہر کے بزرگ کی دو بیٹیاں چشمے پر اپنے جانوروں کو پانی پلانے جایا کرتی تھیں۔ جہاں دوسرے اوباش نوجوان بھی اپنے جانوروں کو پانی پلانے آیا کرتے تھے اور یہ نوجوان ان بچیوں سے چھیڑ خوانی بھی کرتے تھے۔ ایک دن یہ کنویں سے ہٹ کر پیچھے کھڑیں اِس انتظار میں تھیں کہ یہ نوجوان جائیں تو ہم اپنے جانوروں کو پانی پلائیں۔ اتنے میں حضرت موسیٰؑ وہاں نکل آئے انہوں نے جب اِن لڑکیوں کو ایک طرف بیٹھے دیکھا تو وجہ پوچھی۔ اس پر موسیٰؑ نے نوجوانوں کو ہٹا کر ان کے لئے راستہ صاف کیا۔ شام کو جب یہ لڑکیاں گھر گئیں تو انہوں نے ساری داستان اپنے باپ کو سنائی اور تجویز دی کہ اِس کو گھر میں نوکر رکھ لیں جو باپ کو پسند آئی۔ موسیٰؑ کو بلایا گیا۔ اُس کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ مَیں ایک لڑکی کی شادی تم سے کرنا چاہتا ہوں۔ تم آٹھ سال میری خدمت کرو۔ اگر دو سال اَور کر کے **10** سال کر دو تو یہ تمہارا احسان ہو گا۔ حضرت موسیٰؑ نے آٹھ سال کی تجویز پر معاہدہ کر لیا۔
حضرت مصلح موعودؓ نے اِن آٹھ سال اور **10** سال سے کیا خوبصورت استدلال فرمایا ہے۔ یہاں بھی **دس** کا ہندسہ کثرت کے معنی کی عکاسی کرتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:
"انہیں آیات سے استدلال کرتے ہوئے اگر کوئی شخص مہر کے متعلق مجھ سے مشورہ لے تو مَیں اُسے یہ مشورہ دیا کرتا ہوں کہ اپنی چھ ماہ کی آمد سے ایک سال تک کی آمد بطور مہر مقرر کر دو اور میرا یہ مشورہ دو (وجوہ) پر مبنی ہوتا ہے۔ اوّل۔ تو اس امر پر کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے "الوصیّت" کے قوانین میں

جو دسویں حصّہ کی شرط رکھوائی ہے گویا اسے بڑی قربانی قرار دیا ہے۔ اِس بناء پر میرا خیال ہے کہ اپنی آمدنی کا دسواں حصّہ باقی اخراجات کو پورا کرتے ہوئے مخصوص کر دینا معمولی قربانی نہیں بلکہ ایسی بڑی قربانی ہے کہ جس کے بدلے میں ایسے شخص کو جنّت کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس حساب سے ایک سال کی آمد جو گویا متواتر دس سال تک کی آمد کا دسواں حصّہ ہوتا ہے بیوی کے مہر میں مقرر کر دینا مہر کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔ بلکہ میرے نزدیک انتہائی حد ہے۔ لیکن "الوصیّت" کے ارشاد کے علاوہ قرآن مجید کی اِن آیات سے بھی اِس کی تائید ملتی ہے۔ اِن آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آٹھ سال بطور مہر کام کرنے کا ذکر آتا ہے اور انہیں بڑھا کر دس سال بھی کام کرنے کی اجازت ہے۔ گویا اِس واقعہ میں بھی آٹھویں حصہ بلکہ دسویں حصّہ کی آمد کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی قربانی سے تعبیر کیا ہے کیونکہ اس سے یہ مراد تو نہیں کہ اس آٹھ یا دس سال کے عرصہ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام خود کچھ کھاتے پیتے اور پہنتے نہیں تھے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خسر اُن کے اور اُن کی بیوی کے اخراجات ادا کرتے ہوں گے۔ ان اخراجات کو ادا کرنے کے بعد یہی کہا جا سکتا ہے کہ جس تنخواہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام حقدار تھے۔ اس کا دسواں حصّہ بطور امانت اُن کے خسر کے پاس رہتا تھا اور اُسے انہوں نے لڑکی کا مہر قرار دیا تھا۔"

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 491 کالم 1)

سامعین! حضرت موسیٰؑ کے تسلسل میں دس کا ہندسہ روحانی معنوں میں سورۃ الاعراف آیت 143 میں ذکر ہوا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا پھر دس مزید راتوں کا ملا کر 40 راتوں کا کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے کیا ہی دلچسپ ولطیف تشریح اس آیت کی کی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"چالیس کے عدد سے انسان کو ایک مناسبت ہے۔ نُطفہ چالیس دن میں صورتِ انسان اختیار کرتا ہے۔ 40 دن کے بعد اُس کی ماں تندرست ہوتی ہے۔ 40 سال پر آدمی کے تمام قویٰ کمال کو پہنچتے ہیں۔ خدا نے موسیٰؑ سے فرمایا۔ روحانی برکات کے حصول کے لئے 30 دن ہماری طرف تبتّل قائم کرو اور اگر 10 دن اَور رہو تو یہ درجہ اکمل ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 230)

دس کے ہندسے کا ذکر ثانوی لحاظ سے سورت اعراف آیت 143 میں کیا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تیس راتوں کا وعدہ کیا گیا۔ اور 10 کے اضافہ کے 40 کے پورا کیا۔

پیارے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے **دس** کا ذکر قرآن کریم میں ایک اَور جگہ سورۃ المائدہ آیت 90 میں بطور کفّارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا لیکن وہ تمہیں ان پر پکڑے گا جو تم نے قسمیں کھا کر وعدے کئے ہیں۔ پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جو اوسطاً تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک گردن آزاد کرنا ہے اور جو اس کی توفیق نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھنے ہوں گے)۔ یہ تمہارے عہد کا کفارہ ہے جب تم حلف اٹھا لو اور (جہاں تک بس چلے) اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

(ترجمۃ القرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اور آخر میں سورۃ البقرۃ کی آیت 197 میں عَشَرَةٌ کے الفاظ بیان کر کے مَیں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ اس میں بھی فدیہ اور کفارہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"کہ اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔ پس اگر تم روک دیئے جاؤ تو جو بھی قربانی میسّر آئے (کر دو) اور اپنے سروں کو نہ منڈاؤ یہاں تک کہ قربانی اپنی (ذبح ہونے کی) مقررہ جگہ پر پہنچ جائے۔ پس اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو کچھ روزوں کی صورت میں یا صدقہ دے کر یا قربانی پیش کر کے فدیہ دینا ہوگا۔ پس جب تم امن میں آجاؤ تو جو بھی عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اٹھانے کا ارادہ کرے تو (چاہئے کہ) جو بھی اسے قربانی میں سے میسّر آئے (کر دے)۔ اور جو (توفیق) نہ پائے تو اسے حج کے دوران تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے اور سات جب تم واپس چلے جاؤ۔ یہ دس (دن) مکمل ہوئے۔ یہ (اوامر) اُس کے لئے ہیں جس کے اہل خانہ مسجد حرام کے پاس رہائش پذیر نہ ہوں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔"

(ترجمۃ القرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اِس فدیہ اور کفّارہ کو یوں بیان فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”فرماتا ہے۔ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ (1) بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تین دن کے روزے ذوالحج کی ساتویں، آٹھویں اور نویں تاریخ کو رکھے جائیں۔ (2) حضرت امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ اگر وہ ان ایام میں روزے نہیں رکھے گا تو اُس پر قربانی واجب ہو گی۔ (3) بعض کہتے ہیں کہ یہ روزے چونکہ قربانی کے بدلہ میں ہیں اس لئے حج کے بعد رکھنے چاہئیں۔ (4) بعض کہتے ہیں کہ یہ روزے واپسی سے پہلے مکّہ میں ہی رکھنے چاہئیں۔ (5) بعض نے احرام عمرہ اور احرام حج کے درمیانی عرصہ میں روزے رکھنے کو کہا ہے۔ (بحرِ محیط جلد 2 صفحہ 78)

میرے نزدیک یہ روزے ایّام تشریق یعنی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں ذوالحجہ کو رکھنے چاہئیں اور فِي الْحَجِّ سے مراد اس جگہ فِي اَيَّامِ الْحَج ہے۔ باقی سات روزے گھر پر بھی رکھے جاسکتے ہیں۔ اس جگہ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ کا فقرہ اِس لئے زائد کیا گیا ہے کہ وَسَبْعَةٍ کی جگہ اَوْ نہ سمجھ لیا جائے اور غلطی سے یہ معنے نہ کر لے جائیں کہ وہاں رکھے تو تین رکھے اور گھر رکھے تو سات رکھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آخر میں تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ فرما کر بتا دیا کہ صرف تین یا سات روزے رکھنے مراد نہیں بلکہ پورے دس روزے رکھنے مراد ہیں۔ یا یہ الفاظ تاکید کے لئے استعمال کئے گئے ہیں اور تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ کے یہ معنے ہیں کہ یہ روزے ثواب یا قربانی کے قائمقام ہونے کے لحاظ سے کامل فدیہ ہیں۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 435-436)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”آپ ہمیشہ اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی بابرکت شکل میں ہمیں ہمیشہ قابلِ عمل رہنے والی تعلیم عطا فرمائی ہے۔ قرآن کریم کا ہر ایک حکم فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قرآن مجید چونکہ چودہ سو سال پہلے نازل ہوا تھا اس لیے یہ دورِ حاضر کی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتا یا یہ کہ قرآن صرف پرانے زمانے کے لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا تھا۔ قرآن کریم کا ہر لفظ آج بھی اسی طرح قابل عمل ہے جیسا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا۔“

(خطاب سالانہ اجتماع واقفات نو، فرمودہ 6/ اپریل 2019ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان اعداد میں بیان نصائح، آداب اور اسباق پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡